ہمارا فرض ہے کہ ہم چوکس اور بیدار رہ کر فتنوں سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷؍جنوری ۱۹۶۹ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی اس قسم کے لوگ پائے جاتے تھے۔
☆ مفسدین کا اصل مقصد اسلام میں کمزوری پیدا کرنا ہوتا ہے۔
☆ جب چاہو مانو جب چاہو نہ مانو ”اطاعت“ تو ختم ہو گئی۔
☆ ایمان کے تقاضوں کو پورا کرو تو غیر تمہارے پر فتح نہیں پا سکے گا۔
☆ عزت کا سرچشمہ اور منبع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ المائدہ کی مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:۔

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا وَمَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (المائدہ:۴۲)

پھر فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیۂ کریمہ میں بیان فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو مخلصین کی جماعت دی گئی تھی اگرچہ وہ انتہائی طور پر فدائی اور جانثار اور ایثار پیشہ تھے۔ اسلام کی حقیقت کو سمجھنے والے اور اپنے نفسوں کو اللہ تعالیٰ کے قدموں پر ڈال دینے والے تھے اور خدا کے لئے اور خدا کی رضا کی جستجو میں اپنا سب کچھ قربان کر دینے کے لئے تیار تھے لیکن ان مخلصین کے ساتھ کچھ لوگ وہ بھی شامل تھے جن کا ایمان صرف زبان تک تھا جن کے دل ایمان سے خالی تھے۔

اس گروہ میں پھر دو قسم کے لوگ پائے جاتے تھے۔ ایک وہ جن کے دل اگرچہ ایمان سے اس وقت تک خالی تھے لیکن آہستہ آہستہ ان کے دلوں میں ایمان داخل ہو رہا تھا جیسا کہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ (الحجرات: ۱۵)

کہ ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ امید رکھی جا سکتی ہے

کہ تمہارے دلوں میں یا تم میں سے بعض کے دلوں میں بعد میں ایمان داخل ہو جائے اور تم پختہ طور پر اور سچے طریق پر ایمان لے آ ؤ۔ اسی وجہ سے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ سب لوگ جن کے دل ایمان سے ابھی خالی ہیں وہ اس قسم کی حرکتیں کرتے اور اس قسم کی بداعمالیوں کے مرتکب ہوتے ہیں بلکہ یہ فرمایا ہے کہ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَ لَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ کہ جن کے دل ایمان سے ابھی خالی ہیں لیکن جن کی زبان ایمان کا اقرار کرتی ہے ان میں سے کچھ وہ ہیں جن کے متعلق اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے۔

جن کے دل ایمان سے خالی تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لیکن زبان سے ایمان کا اقرار تھا وہ پھر دو گروہوں میں تقسیم تھے ایک وہ جن کے متعلق یہ امید کی جا سکتی تھی کہ ایک وقت میں ان کے دلوں میں نورِ ایمان داخل ہو کر ان کی روح کو اور ان کے دل کو اور ان کے جسم کو اور ان کے خیالات اور جذبات کو اور ان کی تمام استعدادوں کو منور کر دے گا لیکن ایک وہ تھے جن کے متعلق اس قسم کی امید ان کی ظاہری حالت کو دیکھ کر نہیں رکھی جا سکتی تھی اور انہی کا ذکر اس آیہ کریمہ میں کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں میں سے وہ بھی ہیں کہ جو يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ کفر کی اور فتنہ کی اور فسوق کی باتیں سننے کی طرف بڑی جلدی مائل ہو جاتے ہیں اور اس قسم کی فاسقانہ باتیں پھیلانے کا میلان ان کی طبیعتوں میں ہے اور ان کے اعمال بھی کفر کی ملونی کی وجہ سے کافرانہ اعمال ہی کہلائے جا سکتے ہیں۔ ایمان کے امتحان کے وقت مضبوط دل والا تو ایمان کی پختگی کا مظاہرہ کرتا ہے لیکن یہ لوگ اپنے ایمان کی کمزوری کا اور کفر کی آمیزش کا مظاہرہ کرتے ہیں اور فوراً اس قسم کے بداعمال کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ کا گروہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا جو کفر کی باتیں سنتے اور کفر کی باتوں کے پھیلانے اور کفر کی بداعمالیوں کی طرف سرعت سے متوجہ ہونے میں سب سے آگے تھا اس کی طبیعت کا میلان ہی اس طرف تھا۔

پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی اس قسم کے لوگ پائے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں یہی فرمایا ہے کہ ایسے لوگوں کا مقصد چونکہ اسلام کو اور اُمت مسلمہ کو کمزور کر دینا ہوتا ہے اس لئے ان لوگوں کا تعلق ان غیر مسلموں کے ساتھ رہتا ہے جو اسلام کے بظاہر نزدیک آتے تھے، باتیں سنتے تھے مسلمانوں کی مجلسوں میں بیٹھتے تھے لیکن خلوص نیت کے ساتھ نہیں بلکہ بدنیتی کے ساتھ اور دو مقصد ان کے

پیشِ نظر ہوتے۔ایک تو اس قسم کے کمزور ایمان والوں سے تعلق پیدا کر کے جھوٹی باتوں کو وہ سنتے اور اخذ کرتے تھے۔ پھر غیر مسلموں میں جا کے یہ کہتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے ’’مصلح‘‘ لوگوں نے یوں کہا کیونکہ ان لوگوں کے متعلق قرآن کریم یہی کہتا ہے کہ جب ان سے کہا جائے کہ فساد کی باتیں نہ کرو تو جواب دیتے ہیں۔اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ (البقرہ:۱۲) یہ یہودی جو تھے وہ مسلمانوں سے تعلق قائم کرتے اور باتیں سنتے تھے اور پھر دوسروں کو جا کے کہتے تھے کہ بڑے بڑے بزرگ مصلح خدمت گزار مسلمانوں سے ہم نے یہ باتیں سنی ہیں اور اس قسم کی جھوٹی باتیں پھیلا کر وہ اسلام کے خلاف مکر اور منصوبے کرتے تھے۔

دوسرے ان کا مقصد یہ تھا کہ صداقت کی باتیں، قرآن کریم کی آیات اور ان آیات کی تفسیر سنیں اور جس رنگ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان ہدایتوں کے مطابق زندگی گزارتے تھے وہ دیکھیں، ان کے متعلق باتیں سنیں لیکن نیت یہ نہیں ہوتی تھی کہ صداقت کو صحیح شکل میں آگے پھیلائیں بلکہ وہ آیات قرآنی کو سنتے تھے اس نیت کے ساتھ کہ اس کا مفہوم اس رنگ میں پھیلائیں گے کہ اعتراض کرنے والے اسلام کو اعتراض کا نشانہ بنائیں اور اسلام کی اشاعت میں اس طرح ایک روک پیدا ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہاں یہ بتایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ کے فدائیوں کے ساتھ کمزور ایمان والوں کا جو گروہ شامل ہو گیا تھا اور کمزور ایمان والوں میں سے بھی وہ جو یُسَارِعُوْنَ فِی الْکُفْرِ کے مظاہرے کرتے تھے ان کا تعلق ایسے گروہوں کے ساتھ تھا کہ جو مسلمان نہیں تھے لیکن بظاہر شوق سے اسلام کی باتیں سنتے تھے اور نیت یہ ہوتی تھی کہ کچھ جھوٹی باتیں لیں اور پھیلائیں اور کچھ سچی باتیں لیں اور ان کا غلط مفہوم لے کر اسے بگاڑ کے لوگوں کے سامنے پیش کریں تا کہ اسلام اعتراض کا نشانہ بنے اور وہ لوگ جو اسلام کی طرف مائل ہو رہے ہیں ان کے راستہ میں ایک روک پیدا ہو جائے اور اسلام کی فتح اور کامیابی کا زمانہ جو ہے وہ آئے ہی نہ یا اس میں تاخیر ہو جائے۔

بہر حال ان کی نیتیں اور ان کی خواہشیں اور ان کی کوششیں تو یہی ہوتی تھیں کہ اسلام کامیاب نہ ہو، ناکام رہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے منافقوں کی ایک علامت یہ بھی ہوتی ہے کہ ان کا تعلق فتنہ پیدا کرنے والے غیر مسلموں کے ساتھ ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہی تھا۔ ایسے کمزوروں کا تعلق فتنہ پرداز غیر مسلموں کے ساتھ تھا۔ یہاں مثال کے طور پر یہود کا ذکر ہے لیکن جب ہم

اسلامی تاریخ کو دیکھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جس وقت اسلام پھیلا تو جب قیصر مقابلہ پر آیا عیسائیوں میں ایسے لوگ ہمیں نظر آتے ہیں جب کسریٰ مقابلہ میں آیا تو ایرانیوں میں ایسے لوگ تھے جو اس نیت کے ساتھ مسلمانوں سے تعلق پیدا کرتے تھے کہ کمزور مسلمانوں سے فائدہ اُٹھائیں اور غلط باتیں مشہور کر کے اسلام کو کمزور اور نا کام کرنے کی کوشش کریں۔ مثال کے طور پر یہاں یہود کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان مفسدین کا اصل مقصد اسلام میں کمزوری پیدا کرنا ہوتا ہے اور یہ لوگ دو طریق اختیار کرتے ہیں۔ ایک اندرونی فتنہ کا اور ایک بیرونی فتنہ کا۔ بیرونی طور پر تو جھوٹی باتیں یا آیات قرآنی کا مفہوم غلط بیان کر کے اسلام کو اعتراض کا نشانہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور اندرونی طور پر اطاعت کی روح کو کمزور کرتے ہیں۔ اطاعت کی روح سَمْعًا وَّ طَاعَةً ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد نازل ہوتا تھا۔ آپ اس پر عمل کرتے تھے اور جس طرح اور جس رنگ میں آپ اس پر عمل کرتے تھے اپنے ماننے والوں سے یہ توقع اور امید رکھتے تھے کہ وہ بھی اپنی اپنی استعداد کے مطابق اطاعت کا ایسا ہی نمونہ دکھائیں گے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اپنی طرف سے کچھ کہا نہ اپنی طرف سے کچھ کر کے دکھایا جو کہا وہ خدا کا فرمان جو کیا وہ اس فرمان کے مطابق ایک نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا۔

اندرونی دشمن اور بیرونی دشمن یہ سمجھتا ہے کہ اگر اطاعت کی اس روح کو کمزور نہ کیا جائے تو وہ فتنہ نہیں پیدا کر سکتا۔ اس واسطے ان کی ساری توجہ اور ان کا بھرپور وار اس روح پر ہوتا ہے جو سَمْعًا وَّ طَاعَةً کی روح ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ کہ جو تمہاری مرضی کے مطابق ہو جس چیز میں تمہارا فائدہ ہو وہ حکم تو مان لیا کرو۔ یعنی جو بات تمہیں معقول نظر آتی ہے مان لیا کرو لیکن جو بات تمہاری عقل میں نہیں آتی جسے تم غیر معقول سمجھتے ہو وہ تم کیوں مانو اور جسے ہوائے نفس مضر پاتا ہے مفید نہیں پاتا اپنے لئے اسے کیوں مانو۔ اطاعت کی اس روح کو کمزور کرنے کیلئے یہ حیلہ کرتے تھے کہ وہ کہتے تھے کہ اگر اس قسم کے احکام ہوں (چونکہ وسیع مفہوم ادا کرنا تھا اس واسطے احکام کی قسم کو معیّن نہیں کیا روح بتا دی ہے) جو تمہارے فائدہ کے تمہیں نظر نہ آتے ہوں۔ تمہاری خواہش کے مطابق نہ ہوں جو تم چاہتے ہو وہ نہ ہوں جو تمہارے نزدیک معقول نہ ہوں ایسی باتوں کو نہ مانا کرو بلکہ آزادی ضمیر کا واسطہ دے کر اور اللہ تعالیٰ نے جو عقل دی ہے اور بہت سی استعدادیں دی ہیں۔ ان کا واسطہ دے کر کہتے

ہیں کہ آخر خدا تعالیٰ نے تمہیں بھی عقل دی اور روحانی قوتیں دیں جس چیز کو تم اچھا نہیں سمجھتے آنکھیں بند کر کے کیوں مانو علیٰ وجہ البصیرت ماننا چاہئے پتہ نہیں کس کس رنگ میں وہ ان کو بہکاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس قسم کے احکام ہوں تو مان لیا کرو۔ اس قسم کے احکام ہوں تو نہ مانا کرو۔ قسم نہیں بتائی لیکن طریق بتادیا کہ جب چاہو مانو جب چاہو نہ مانو پس ''اطاعت'' تو ختم ہوگئی۔ وہ روح جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا رنگ چڑھا دیتی ہے۔ وہ روح جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم شکل بنا دیتی تھی۔ وہ روح جو اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی تھی کیونکہ خدا نے یہی فرمایا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو اور آپؐ سے محبت کرو تب میرے محبوب بن سکو گے۔ دشمن کہتا ہے اس روح کو کچل دو تو نہ محمدؐ کے ہم شکل بنیں گے نہ (اپنی اپنی استعداد کے مطابق) صفات باری تعالیٰ کے مظہر بنیں گے نہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہوں گے نہ کامیاب ہوں گے کیونکہ اسلام کا مقصد ہی یہی تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض ہی یہ تھی کہ اپنی اپنی استعداد کے دائرہ کے اندر تمام بنی نوع انسان کو صفات باری تعالیٰ کا مظہر بنا کے اللہ تعالیٰ کا محبوب بنادیا جائے تاکہ خدا تعالیٰ کے احسانات اور انعامات سے انسان زیادہ سے زیادہ حصہ لینے لگ جائے تو اندرونی دشمن اور بیرونی دشمن ہر دو کا مقصد ہے اسلام کو کمزور کر کے بظاہر ناکامی کی طرف اسے دھکیلنا اور ایک ہی بنیادی حربہ ہے جو وہ استعمال کرتا ہے اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو کمزور کر دینا ہے۔ جب اطاعت کی روح کمزور ہوگئی تو یہاں بھی اختلاف کیا وہاں بھی اختلاف کیا۔ ہزار دروازے فتنے اور فساد اور بغاوت اور فسوق کے کھل جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان اندرونی اور بیرونی دشمنوں کے منصوبوں اور ریشہ دوانیوں اور کارروائیوں کو دیکھ کر اے ہمارے رسول! غمگین نہ ہو ''لَا تَحْزَنْ'' کی وجہ قرآن کریم نے دوسری جگہ بتائی ہے اور دل کی مضبوطی کے سامان پیدا کئے ہیں۔ فرمایا کہ

وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ o اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل:۱۲۸، ۱۲۹)

دشمن جس دروازے سے چاہے آئے وہ کامیاب نہیں ہوسکتا اس واسطے کہ اللہ کی مدد اور نصرت اسے ملتی ہے جو اللہ کا تقویٰ اختیار کرتا اور نیکیوں کو احسن طور پر بجالاتا ہے تو لَا تَحْزَنْ میں یہ حکم ہے کہ غمگین مت ہو کیونکہ تقویٰ کے اعلیٰ ترین مقام پر تم قائم ہو اور احسن اعمال بجالانے میں تمہارا کوئی مثیل نہیں ہے۔ اس

واسطے اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے دشمن کا مکر کامیاب ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی کی وضاحت آپ نے فرمائی تھی۔ جب یہ کہا لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (التوبہ:۴۰) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کہا کہ ناکامی اور نامرادی کا خوف دل میں نہ لا۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا خدا ہمارے ساتھ ہے اور جو شخص تقویٰ پر قائم ہوا حسن اعمال بجالانے والا ہوا اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہو کہ میں تمہارے ساتھ ہوں وہ ناکام کیسے ہوسکتا ہے؟ تو یہاں پر لَاتَحْزَنْ کا مطلب یہ ہے کہ اے ہمارے رسول! ہم تمہارے ساتھ ہیں تم ناکام نہیں ہو سکتے اس واسطے ناکامی کا کوئی غم نہیں۔

دوسرے اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ دیا تھا کہ ایمان کے تقاضوں کو پورا کرو تو ہماری مدد اور نصرت اس رنگ میں تمہارے شامل حال ہو جائے گی کہ غیر تمہارے پر فتح نہیں پا سکے گا۔ تمہارے مقابلہ میں کامیاب نہیں ہو سکے گا جیسا کہ آل عمران میں فرمایا:۔

وَلَاتَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران:۱۴۰)

اگر تم حقیقی مومن ہو اور ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے والے ہو تو کامیابی تمہارے نصیب میں ہے۔ اس واسطے تمہیں غمگین ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو اوّل المؤمنین تھے۔ آپ سے بڑھ کر کوئی مؤمن نہیں تھا تو یہاں یہ فرمایا کہ تم اوّل المؤمنین ہو تم نے ہی کامیاب ہونا ہے اس واسطے لَاتَحْزَنْ پریشان ہونے کی، غمگین ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

سورہ عنکبوت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جن کو ملائکہ کی مدد اور ان کی بشارتیں ملتی ہیں۔ پس یہاں یہ معنی ہوں گے کہ ملائکہ تمہاری مدد پر ہر وقت کمر بستہ ہیں لَاتَحْزَنْ اندرونی اور بیرونی دشمن کیسے کامیاب ہوسکتا ہے۔ تم یہ غم نہ کرو یعنی دل میں یہ خیال نہ آئے کہ اسلام کہیں کمزور نہ ہو جائے، ناکام نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اور جگہ فرمایا ہے:۔

فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرہ: ۳۹)

جو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہدایت قرآنی کی اتباع کرتا ہے وہ کامیاب ہوتا ہے ناکامی کا منہ نہیں دیکھتا وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ تو فرمایا لَاتَحْزَنْ جو ہم نے ہدایت نازل کی ہے تیری تو ساری زندگی، سارے اخلاق ہی اس ہدایت کا عملی نمونہ ہیں یعنی تیری زندگی قرآن کریم کی ہدایت کے مطابق ہے اس واسطے تجھے غمگین ہونے کی ضرورت نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو غم کا سوال ہی نہیں دراصل ہمیں یہ

سارے سبق دیئے جارہے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

لَایَحْزُنْکَ قَوْلُھُمْ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا (یونس: ٦٦)

اسلام کے دشمن چاہتے ہیں کہ تجھے ناکام کریں اور ذلیل کردیں لیکن تجھے اس یقین پر قائم کیا گیا ہے کہ عزت کا سرچشمہ اور منبع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اس واسطے جو مرضی وہ کہتے ہیں، کرتے رہیں۔ عزت تو تیرے ہی نصیب میں ہے۔ دنیا کا سب سے معزز انسان (جب سے انسان پیدا ہوا اور جب تک انسان اس دنیا میں رہے گا) تو ہے۔ تیرے طفیل پہلوں نے بھی عزت پائی اور بعد میں آنے والے بھی تیرے ہی طفیل عزت حاصل کریں گے۔ تمہیں اب سرچشمہ عزت بنا دیا گیا ہے تو چونکہ تیرے طفیل ہی سب کو عزت ملی ہے اس واسطے ان کے قول ان کے منہ کی باتیں بے نتیجہ ہیں، بے اثر ہیں۔ عزت کا مالک تو تو ہی ہوگا۔ لَاتَحْزَنْ غم کرنے کی ضرورت نہیں۔ تیرے طفیل اسلام ہمیشہ معزز رہے گا۔ اسلام ہمیشہ ملائکہ کی بشارتیں حاصل کرتا رہے گا اور اسلام اور اُمت مسلمہ ہمیشہ اعلیٰ رہے گی اور خدا تعالیٰ ہمیشہ متقیوں کے ساتھ رہے گا۔ ان متقیوں کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہدایت قرآنی پر عمل کرنے والے ہیں۔ اس واسطے لَاتَحْزَنْ اے رسولؐ! تجھے ان اندرونی دشمنوں کی یہ حرکتیں اور یہ منصوبے جو وہ کر رہے ہیں جن کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے اس خیال میں نہ ڈالیں کہ وہ کامیاب اور تو ناکام ہو جائے گا۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو یقین اور پختگی کے ساتھ اس حقیقت پر قائم تھے لیکن آیات قرآنی میں جن کے مخاطب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے ہیں اس قسم کا مضمون اگر بیان ہو تو ہم لوگوں کو سبق دینے کیلئے یہ اسلوب اختیار کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کامیاب تو تم ہی نے ہونا ہے پھر ان لوگوں کو موقع کیوں دیا جاتا ہے ایذاء پہنچانے اور سازشیں کرنے کا؟ یہاں اللہ تعالیٰ نے اس کی حکمت بھی بتا دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں کو اس قسم کی مفسدانہ حرکتوں کی مہلت اور اجازت اس لئے دی جاتی ہے کہ ان کا امتحان لیا جائے اور اس امتحان کے نتیجہ میں ان کا اندرونہ آشکار ہو جائے اور لوگوں کو پتہ لگ جائے کہ مصلح ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود فساد سے ان کے دل بھرے ہوئے اور ایمان سے ان کے دل خالی ہیں۔ اس لئے ان کے اندرونہ کو ظاہر کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ایسا موقع دیتا ہے اور جس دل میں اللہ تعالیٰ کی نگاہ تقویٰ اور طہارت نہ دیکھے تو اے ہمارے رسولؐ! یا تم اے اُمّتِ مسلمہ!! ان کے لئے کچھ نہیں کرسکتے جب

ان کے دل تقویٰ اور طہارت سے خالی ہیں تو تمہارا تقویٰ اور تمہاری طہارت اور پاکیزگی جسے خدا تعالیٰ کے فضل سے تم نے حاصل کیا ان لوگوں کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ ان میں خلوص نہیں، عشق الٰہی نہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت نہیں۔ اطاعت قرآن نہیں۔ اتباع اسوۂ نبوی ؐ نہیں۔ ان کے دلوں میں کوئی بھی پاکیزگی اور طہارت نہیں۔ اِنَّمَا نَحۡنُ مُصۡلِحُوۡنَ کی نعرہ بازی سے تو کچھ نہیں بنتا۔ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں وہ پاک دل اور مطہر نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی دلی ناپاکی کو ظاہر اور آشکار کرنا چاہتا ہے اس لئے ان کو اجازت دی ہے کہ اس قسم کی حرکتیں کرو اس لئے اجازت نہیں دی کہ وہ اسلام کو یا مسلمانوں کو یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نقصان پہنچانا چاہتا ہے کیونکہ نقصان کا تو کوئی امکان ہی نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو کسی کمزوری کا امکان نہیں کسی نقصان کا بھی امکان نہیں۔ بعد میں آنے والوں کے لئے یہ وعدہ ہے کہ خلوص پیدا کرو۔ اللہ تعالیٰ کا عشق پیدا کرو۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پیدا کرو قرآن کریم کی ہدایت کی اتباع کرو۔ اُسوۂ نبی کو اپناؤ اور وہی رنگ چڑھاؤ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے پیش کیا تو پھر تمہیں بھی کوئی خطرہ نہیں۔ پھر اندرونی اور بیرونی دشمن جو چاہیں کرتے رہیں بے فکر ہو کر اپنے کام میں لگے رہو۔ ایک طرف اللہ کی رضا کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہو تو دوسری طرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی کوشش کرتے رہو۔ کامیابی تمہارے نصیب میں ہی ہے۔ غیر تمہارے اوپر کامیاب نہیں ہو سکتا۔

اس آیہ کریمہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جس طرح اس قسم کی ایک چھوٹی سی جماعت پائی جاتی تھی بعد میں آنے ولوں میں بھی اس قسم کی جماعت پائی جائے گی۔ اس قسم کے لوگ ہوں گے جو ایمان کا دعویٰ کریں گے جو مصلح ہونے کا نعرہ لگائیں گے لیکن اس کے ساتھ ہی وہ یُسَارِعُوۡنَ فِی الۡکُفۡرِ فتنہ، فساد اور فسق اور فجور کی باتیں سننے کی طرف دوڑیں گے اور ایسی باتوں کو پھیلائیں گے اور بداعمالیوں میں وہ زندگی کے دن گزار رہے ہوں گے۔ جماعت مومنین میں بھی فتنہ وفساد پیدا کرنے کی کوشش کریں گے اور ان کے مفسدانہ تعلقات بھی غیر مسلموں کے ساتھ ہوں گے، یہودی ہوں، عیسائی ہوں، آتش پرست ہوں، دہریہ ہوں، بدمذہب ہوں جو بدنیتی کے ساتھ اور شرارت کے ساتھ مسلمانوں سے تعلق قائم کریں گے اور غلط باتیں ایسے لوگوں سے سن کے، جھوٹی باتیں ایسے لوگوں

سے سن کے یہ کہہ کے پھیلائیں گے کہ بڑے بزرگ مسلمانوں نے یوں کہا اور یوں کہا یا سچی باتوں کو بدل کے اور ان میں تحریف کر کے پھیلائیں گے تا کہ اسلام پر اعتراض کرنا بعض ناسمجھوں کے نزدیک آسان ہو جائے اور اس طرح شرارت پیدا ہو اور اسلام میں ضعف پیدا ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین کے زمانہ میں جب روم فتح ہوا تو وہاں ایک جماعت مسلمانوں کے ساتھ ایسی شامل ہوگئی۔ جب ایران فتح ہوا تو مسلمانوں کے ساتھ ایسی جماعت شامل ہوگئی۔ جب سپین فتح ہوا تو وہاں بھی مسلمانوں کے ساتھ ایسے لوگ شامل ہو گئے جو مسلمانوں کی طرح لباس پہننے والے، مسلمانوں کی طرح باتیں کرنے والے، مسلمانوں کی طرح اپنے اعتقادات کو قرآن کریم کی تعلیم پر قائم کرنے کا اظہار کرنے والے تھے لیکن تاریخ اس قسم کے فتنوں سے بھری ہوئی ہے۔ اندر سے وہ دشمن تھے اور اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے اور کرتا رہا کہ ان کی اسلام دشمنی ظاہر ہوتی رہی اور ہمیشہ ہی وہ خدا کی نگاہ میں اور اس کے پیاروں کی نگاہ میں حقارت کے اور بے عزتی کے مقام کو حاصل کرتے رہے۔ اسلام کے لئے جو انہوں نے چاہا اپنے نفسوں کے لئے اسی بے عزتی اور حقارت کو انہوں نے پایا۔

ہمیں اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ دشمن کا یہ فتنہ تو جاری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بھی اس سے پاک نہیں رہا آئندہ بھی کوئی زمانہ اس قسم کے شر پسندوں سے پاک نہیں ہوگا۔ اس لئے اے مخلصین اُمّتِ مسلمہ! تمہارے لئے اصولی طور پر ایک ہی ہدایت ہے اور وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رہنا اور آپؐ کے اسوہ اور سنت پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتے رہنا۔ اگر تم ایسا کرو گے تو پھر تم ایسے لوگوں کے فتنہ سے خود بھی بچو گے اور دوسروں کو بھی بچاؤ گے۔

پس سنت نبوی کو تم مضبوطی سے پکڑو۔ تم پر یہ فرض عاید کیا گیا ہے کہ ایسے فتنوں سے اپنے نفس کو بھی بچاؤ اور اپنے بھائیوں کو بھی بچاؤ اور کسی قسم کی کمزوری یا گھبراہٹ کا اظہار نہ کرو۔ تمہارے دل اس یقین پر قائم ہونے چاہئیں کہ اس قسم کے فتنے الٰہی جماعتوں کو مضبوط کیا کرتے ہیں انہیں کمزور نہیں کیا کرتے۔

دوسرے تمہارا یہ بھی فرض ہے کہ جیسا کہ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ اس دنیا میں ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے رسوائی اور بے عزتی اور کم وقعتی کا مقام بنایا ہے۔ تمہاری نگاہ میں بھی وقعت کا کوئی مقام انہیں حاصل نہ ہو بلکہ خِزْيٌ کا جو مقام خدا تعالیٰ نے اسلام کے دشمنوں کے لئے مقدر کیا ہے اسی مقام پر تم انہیں دیکھو

اور ویسا ہی ان سے سلوک کرو اور مطہر نہ سمجھو کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہی نہیں ہے کہ وہ ایسے لوگوں کو مطہر سمجھے، قرار دے یا مطہر کے ساتھ جو اس کا سلوک ہے وہ سلوک اس سے کرے اور ہمیں یہ بھی بتایا کہ تمہیں چاہئے کہ تم اس یقین پر پختگی سے قائم رہو کہ اسلام کے مٹانے یا اس کے کمزور کر دینے کے منصوبے جہاں بھی، جس رنگ میں بھی کئے جائیں وہ کامیاب نہیں ہوا کرتے جیسا کہ رسول مقبول محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے لَا یَحْزُنْکَ کا نمونہ دنیا کو دکھایا تھا۔ بڑے ابتلاء آئے، فتنے کھڑے ہوئے، منصوبے کئے گئے لیکن آپ اسی بشاشت کے ساتھ خدا تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق میں پوری طرح ڈوبے ہوئے اور خدا تعالیٰ کی محبت کو کامل طور پر حاصل کرتے ہوئے اس دنیا کی زندگی کے دن گزارتے رہے۔ پس یہ نمونہ اس میدان میں آپ نے پیش کیا۔ اس نمونہ کو سامنے رکھو اور اللہ تعالیٰ پر اور اس کی بشارتوں پر اور اس کے وعدوں پر کامل یقین رکھو۔ اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو اس لئے قائم کیا ہے کہ وہ وعدہ پورا ہو جو اس نے محمد رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا کہ تیرے روحانی فرزندوں میں ایک عظیم اور جلیل فرزند کھڑا کروں گا جو تیری عزت کو، جو تیری محبت کو، جو تیری عظمت کو ساری دنیا میں قائم کرے گا اور قرآن کریم کی تعلیم کی اشاعت کو اپنے کمال تک پہنچا دے گا۔

ہم لوگ اس مسیح، اس فرزند جلیل کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ ہمارے ساتھ بھی یہ لوگ لگے ہوئے ہیں۔ اس سے تو ہم بچ نہیں سکتے یعنی یہ نہیں کر سکتے کہ ان کا وجود ہی مٹ جائے لیکن ان کے فتنوں سے بچنا اور اپنے بھائیوں کو بچانا اور آگاہ کرنا اور خود چوکس اور بیدار رہنا ہمارا فرض ہے اور ہمیں اس یقین پر قائم کیا گیا ہے۔ اسلام ہی کی آخر کار فتح ہوگی۔ تو اس قسم کے فتنے ہمیں بیدار کرنے کے لئے آتے ہیں ہمیں کمزور کرنے کیلئے نہیں آتے اور ہوگا وہی جو خدا نے چاہا ہے اور خدا چاہے گا۔ ہوگا وہی کہ خدا تعالیٰ سے پیار کرنے والے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے اور قرآن کریم کی ہدایت کا جُوا اپنی گردنوں پر رکھنے والے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کے مطابق اپنی زندگیوں کو گزارنے والے ہی کامیاب ہوں گے۔ ہوگا وہی جو خدا نے کہا کہ اسلام تمام ادیان باطلہ پر غالب آجائے گا اور ہر ملک اور ہر قوم حلقہ بگوش اسلام ہو جائے گی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کی خاک ہونے میں اپنا فخر سمجھے گی۔ آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ ۵؍مارچ ۱۹۶۹ء صفحہ ۲ تا ۶)